پروفیسر محمد اسلم

شاہجہان

بادشاہِ دین پرور

جہانگیر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی تعلیمات سے متاثر تھا۔ بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ ان کے حلقۂ مریدین میں شامل تھا۔ شاہجہان کی تخت نشینی پر راسخ العقیدہ مسلمانوں نے بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور اس موقع پر بے بدل خاں نے یہ تاریخ کہی[1]

جلوسِ شاہ جہان بادزیبِ ملّت و دین

۱۰۳۷ھ

شاہ جہان کا درباری مورخ عبدالحمید لاہوری رقم طراز ہے:

"چومعابد اسلام رُو بہ انعدام بودہ و مبانی شریعت رُخ بہ انہدام، ایزد کارساز ایں بادشاہ اسلام نواز کفر گداز را اورنگ آرائی اقبال گردانید۔"

ترجمہ: اسلام کی عبادت گاہیں گرتی جا رہی تھیں اور شریعت کی بنیادیں متزلزل ہو رہی تھیں کہ خدا تعالےٰ نے اس بادشاہِ اسلام نواز اور کفر گداز کو تخت کی زینت بنایا۔

عبدالحمید لاہوری کی اس عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ شاہ جہان کی تخت نشینی کا مقصد اسلام کی خدمت اور کفر کی مذمت تھا[2]

شاہجہان نوعمری سے ہی بڑا راسخ العقیدہ مسلمان تھا اور اکبر اور جہانگیر کے برعکس اس کے چہرے پر داڑھی بہار دکھاتی تھی اور وہ ہمیشہ شراب نوشی سے مجتنب رہا[3] شاہ جہان کے تمام سوانح نگار

---

[1] طاہر آشنا ملخص، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۵، ورق ۲۳ ب۔

[2] عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷، جلد اول ص ۱۳۶۔

[3] طاہر آشنا، ملخص، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۱۷۵، ورق ۱۴- الف۔

اس کے اخلاق اور کردار کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور ان کے بیانات پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے ہی پاکیزہ اور مقدس ماحول میں رہتا تھا۔ اورنگ زیب اپنے ایک خط میں اپنے فرزند محمد اعظم کو شاہ جہان کے مشاغل سے مطلع کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ نماز باجماعت کا پابند تھا۔ اور ہمیشہ تسبیح اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔[۴] اورنگ زیب اپنے بیٹے کو یہ بھی بتاتا ہے کہ شاہ جہان کو قرآن خوانی سے بڑا شغف تھا۔

شاہ جہان کا درباری مورخ عبدالحمید لاہوری لکھتا ہے کہ بادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہے[۵] مزید برآں وہ تمام حنفیوں کی طرح ماہِ صیام میں روزوں کا بڑا پابند ہے[۶] عہدِ شاہ جہان کا مشہور شاعر اور ادیب چندربھان برہمن، شاہ جہان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ علی الصبح اٹھ کر نمازِ فجر ادا کرتا ہے اور سنتوں اور فرائض کا بڑا خیال رکھتا ہے[۷] چندربھان برہمن نے شاہ جہان کی طرف چند کرامات بھی منسوب کی ہیں[۸] اور ایک موقع پر وہ اسے "مرشدِ کامل و استادِ مکمل" کے القابات سے بھی یاد کرتا ہے[۹] عہدِ شاہ جہان کا نامور مورخ محمد صالح کمبوہ بھی بادشاہ کو "واقفِ اسرارِ حقیقی و مجازی" سمجھتا ہے[۱۰] اسی طرح محمد امین قزوینی شاہ جہان کے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے کبھی کوئی نماز یا روزہ قضا نہیں کیا[۱۱] یہی مورخ ہمیں بتاتا ہے کہ شاہ جہان مقدس راتیں جاگ کر گزارتا تھا اور ہمیشہ باوضو رہتا تھا۔ قزوینی یہ بھی لکھتا ہے کہ شاہ جہان نے

---

[۴] دستور العمل آگہی، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، ایڈیشنل ۱۸۸۸۔ ورق ۱۰ب، ۱۱ الف، ۱۱ب۔

[۵] عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷، ج اول حصہ اول، ص ۱۲۷

[۶] ایضاً

[۷] چندربھان برہمن، چہارچمن، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، ادیشنل ۱۸۹۲، ورق ۷ الف، ۷ب۔

[۸] ایضاً، ورق ۱۸ب، ۱۹ الف، ۱۹ب، ۲۰ الف۔

[۹] ایضاً۔ ورق ۲۵ الف۔

[۱۰] محمد صالح کمبوہ، بہارِ سخن، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، ادیشنل ۱۷۰۸، ورق ۹ب۔

[۱۱] محمد امین قزوینی، بادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، ادیشنل ۱۷۳، ورق ۱۳۵ الف۔

شریعت کے نفاذ میں بڑی سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔[12]

شاہجہان نے اپنی تخت نشینی کے بعد جو پہلا فرمان جاری کیا اس کی رُو سے اس نے سجدۂ تحیت کی ممانعت کر دی[13]۔ شاہ جہان نے اپنے عہد میں جو سکّے مضروب کروائے، ان پر کلمہ طیبہ اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی منقوش کروائے[14]۔ اسی طرح اس نے اپنے چھٹے سالِ جلوس میں ایک فرمان جاری کیا جس کی رُو سے اس نے:

۱۔ شراب کی خفیہ خرید و فروخت پر پابندی عائد کر دی۔

۲۔ ہندوؤں کو مسلمانوں جیسا لباس استعمال کرنے کی ممانعت کر دی۔

۳۔ ہندوؤں کو یہ حکم دیا کہ ان کے جو رشتہ دار اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے راستے میں حائل نہ ہوں۔

---

[12] ایضاً، ورق ۲۵۱ الف

[13] (ا) عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷، ج اول، حصہ اول، ص ۱۱۰ و ۱۱۱ - ہمت پادشاہانہ بر تجدید مراسم ملّتِ مصطفوی بربست۔

(ب) محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹل ۱۷۳ ورق ۱۲۶ ب - اوّل حکمی کہ ازاں پادشاہ دین دار پرہیزگار شرف صدور یافت این بود کہ من بعد کسی ارتکاب سجدۂ تعظیم در خدمتِ آنحضرت ننماید۔

(ج) محمد صالح کمبوہ، عمل صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ - ج اول ص ۱۳۹ - و شبستان ہند را از سرنو بہ پیرتو چراغِ شریعت محمدی نور آگین ساختہ سجدہ زمین بوس چہار تسلیم حکم فرمودند۔

(د) محمد فاضل، مجمل الواصلین، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۹ھ ص ۱۳۹

در زمانش رواج دین بودہ　　رونق ملّت متین بودہ
پیش ازیں بود بدعت کسری　　سجدہ کردند شاہ را امراء
شاہ این بدعت از جہان برداشت　　سجدۂ غیر از خدا نکو نگذاشت

[14] محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹل ۱۷۳، ورق ۱۲۶ ب-

۴۔ ہندوؤں کو یہ حکم کیا کہ وہ اپنے مُردوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں کے قریب نہ جلایا کریں۔

۵۔ ہندو کسی مسلمان کو غلام نہ بنائیں۔[۱۵]

۶۔ ہندوؤں کو نئے مندر تعمیر کرنے یا پرانے مندروں کی مرمت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

جو غیر مسلم اسلام قبول کیا کرتے تھے، شاہ جہان ان کی حوصلہ افزائی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب راجہ سبج سنگھ کچھواہہ کے فرزند راجہ بختاور نے اسلام قبول کیا تو شاہ جہان نے اسے ایک خلعت فاخرہ اور دو ہزار روپے مرحمت کیے۔ اگرچہ شاہ جہان ایک ہندو شہزادی کے بطن سے پیدا ہوا تھا لیکن جہانگیر اور اکبر کے معمول کے مطابق اس کے حرم میں کوئی ہندو شہزادی نہیں تھی۔ شاہ جہان کا ہم عصر مورخ محمد وارث رقم طراز ہے کہ جب شاہ جہان کے پوتے سلیمان شکوہ کا عقد ایک راجپوت شہزادی سے ہوا تو اس موقع پر شاہ جہان نے شہزادی کو اپنے حضور میں طلب کیا اور خود اسے کلمہ پڑھا کر مشرف باسلام کیا۔[۱۶] شاہ جہان کو اس کے قبول اسلام سے بڑی مسرت ہوئی اور اس نے اظہار خوشنودی کے طور پر دو لاکھ روپے شہزادی کو عطا کیے۔ یاد رہے کہ اکبر نے جب جہانگیر کی شادی راجہ بھگوان داس کی بیٹی کے ساتھ کی تھی تو اس موقع پر رسومات شادی ہندوؤں کے طریقے کے مطابق ادا کی گئی تھیں۔[۱۷] جب شاہ جہان نے اپنے پوتے سلیمان شکوہ کا نکاح ایک ہندو شہزادی سے کیا تو اس موقع پر نکاح کی رسوم شریعت کے مطابق ادا کی گئیں۔[۱۸]

محمد صالح کمبوہ دسویں سالِ جلوس کے واقعات کے ضمن میں رقم طراز ہے کہ شاہ جہان کو اطلاع

---

[۱۵] محمد صالح کمبوہ، عملِ صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ - ج اول ص ۲۱۷ و ۲۱۸ -

[۱۶] محمد وارث، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۱۶۷۵ - ورق ۱۱۱-الف - ۱۱۱ب
بذاتِ مقدس کلمہ طیبہ تلقین نمودند۔

[۱۷] (i) عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۵ ج ۲ ص ۳۴۱
(ii) کیول راج، تذکرۃ الامراء، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، ایڈیشنل ۱۶۷۰۳ ورق ۱۳۱ ب

[۱۸] محمد وارث، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۱۶۷۵، ورق ۱۱۲ - الف
بقانون شریعتِ مطہرہ تحقیق پیوست۔

ملی کہ سرہند کے ایک سرکش ہندو دلیپ نامی نے چھ مسلمان خواتین کو اغوا کر لیا ہے اور ان میں ایک سیّد زادی مسمات زینب بھی شامل ہے۔ مزید برآں دلیپ نے اسے ہندو بنا کر اس کا نام گنگا رکھ دیا ہے اور اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے۔ بادشاہ نے دلیپ کو ان تمام خواتین سمیت اپنے دربار میں طلب کیا۔ شاہ جہان نے اس معاملہ کی تحقیق کی تو دلیپ مجرم ثابت ہوا۔ شاہ جہان نے اس سے کہا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلے تو وہ اس کی خطا معاف کر دے گا لیکن دلیپ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر شاہ جہان نے اسے قتل کروا دیا[19]

اکبر اور جہانگیر کے ایام حکومت میں ہندوؤں کو منہ زور اور سرکش ہونے کا موقع مل گیا تھا جس کی ایک مثال دلیپ کی سرکشی اور منہ زوری ہے۔ ایک بار شاہ جہان کشمیر سے واپسی پر جب بھنبر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ وہاں کے ہندوؤں نے بہت سی مسلمان خواتین کو اپنے گھروں میں ڈال رکھا ہے۔ شاہ جہان نے اسی وقت ایک فرمان جاری کیا جس کی رُو سے ہندوؤں کو مسلمان خواتین سے شادی کرنے کی ممانعت کردی اور اس کے ساتھ ہی یہ حکم جاری کیا کہ جن ہندوؤں کے عقد میں مسلمان خواتین ہیں وہ ہندو یا تو اسلام قبول کرلیں یا بصورتِ دیگر ان خواتین کو ان کے غیر مسلم خاوندوں سے علیحدہ کر دیا جائے اور ایسے ہندوؤں پر تاوان ڈالا جائے۔ اس موقع پر بھنبر کے ہندو رئیس جوگوی نے اپنے قبیلے کے پانچ ہزار افراد کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ قزوینی کی روایت ہے کہ بادشاہ نے ان لوگوں کی دینی تربیت کے لیے قاضی اور ملاّ مقرر کیے[20]

بھنبر سے کوچ کر کے جب شاہ جہان گجرات پہنچا تو مقامی سیّدوں اور عالموں نے اس سے فریاد کی کہ وہاں کے منہ زور ہندو بہت سی مسلمان عورتیں اٹھا لے گئے ہیں اور انھوں نے کئی مسجدوں پر بھی قبضہ کر رکھا ہے[21] شاہ جہان نے مسلمانوں کی فریاد سُن کر شیخ محمود گجراتی کو ان واقعات کی تحقیق کرنے کا حکم دیا اور اس کی رپورٹ پر بادشاہ نے ستر مسلمان عورتیں ہندوؤں کے قبضے

---

[19] محمد صالح، عملِ صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ ج ۲ ص ۷ - ۲۴۶

[20] محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ مخطوطہ برٹش میوزیم لندن ادرنیٹل ۱۷۸ ورق ۱۳۱ الف - ۱۳۱ ب

[21] ایضاً، ورق ۱۳۱ الف

سے آزاد کروائیں اور متعدد مساجد واگذار کروائیں۔ اس موقع پر گجرات کے متعدد ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ شاہ جہان نے اس موقع پر گجرات کے ایک دریدہ دہن ہندو کو قرآن کی توہین کرنے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی[۲۲] اس سفر کے دوران پنجاب کے متعدد مقامات پر اسی طرح کے واقعات پیش آئے اور چار سو ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ شاہ جہان کے حکم سے تین مندر گرائے گئے اور سات مسجدیں ہندوؤں کے قبضے سے واپس لی گئیں[۲۳]۔

شاہ جہان کے چوتھے سالِ جلوس میں اندال نامی ایک ہندو باغی الہ آباد کے قریب پکڑا گیا اور شاہ جہان کے حکم سے اس نواح میں متعدد مندر گرائے گئے[۲۴] اس موقع پر علما نے شاہ جہان کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ ایک مسلمان بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی سلطنت میں نو تعمیر شدہ مندروں کو گرا دے۔ چنانچہ شاہ جہان نے ایک فرمان جاری کیا جس کی رُو سے بنارس میں چند نئے تعمیر شدہ مندر گرائے گئے[۲۵] اس موقع پر شاہ جہان کے ملک الشعرا ابو طالب کلیم نے ان خیالات کا اظہار کیا[۲۶]۔

بر آرند بتخانہا را بنا ... بشہر بنارس ز خشتِ طلا
ز آیات فتویٰ شہِ دین پناہ ... دریں باب برسید حکم الٰہ
بدینسان رسانید مفتی بعرض ... کہ بر شاہِ اسلام اینست فرض

---

۲۳ ایضاً، ورق ۲۳۲ الف ... ۲۳ ایضاً

۲۴ (i) محمد صالح، عملِ صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ء ج ۱ ص ۱-۴۲۰ "بت خانہائے آں سرزمین کہ سر بفلک رسانیدہ بود بخاک برابر ساختہ، بتہا را سوختہ... و بجائے بتخانہا مساجد و معابد بنیاد نہادہ"

(ii) صادق خان، تاریخِ شاہ جہانی، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۴ ورق ۲۴ ب آں کفر آباد بہ اسلام آباد موسوم ساختند بت خانہ ہا را مسمار کردہ مسجد گذاشتند۔

۲۵ محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۸ ورق ۲۶۱ الف

۲۶ ابو طالب کلیم، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۳۵۷، ورق ۱۱۹ ب، ۱۲۵ الف۔

که در عهدِ شاه آنقدر بتکده ... که ملک موروث حادث شده
بحکم شاهنشاه گردد خراب ... رسانند بنیاد آنرا بآب
صنمخانهای کهن را بجا ... اگر وا گذارد باشد روا
رونق شد مطابق حکم اله ... بسرتاسر ملک فرمان شاه

ان واقعات کی روشنی میں خواجہ محمد اعظم دیدہ مری یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ شاہ جہان نے کفر کے رسم و رواج کو جڑ دں سے اکھاڑ پھینکا۔[۲۷] شاہ جہاں کا درباری شاعر حاجی محمد جان قدسی رقم طراز ہے کہ "شہنشاہِ دین" نے مندروں کو مسجدوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ قدسی کے یہ اشعار قابلِ توجہ ہیں:

مسجد بدل گشت بتخانہا ... ز بتخانہا ماند افسانہا!
برہمن ز زنار برداشت دست ... کہ دستش بہ تسبیح صد عقد ست[۲۸]

شاہ جہان کا درباری مورخ محمد صالح کمبوہ لکھتا ہے کہ دوسرے سالِ جلوس میں "خاقانِ درع آئین" کو یہ اطلاع ملی کہ چند افغان قبیلے خاص طور پر غوریہ خیل افغان رسم نکاح کی پرواہ نہیں کرتے اور بغیر نکاح کے عورتوں کو اپنے گھروں میں ڈال لیتے ہیں۔ اسی طرح ان کے ہاں اور بھی کئی بدعات مروج ہیں۔ شاہ جہان نے اس موقع پر لشکر خاں کے نام فرمان جاری کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان بدعات کو مٹا کر شریعت کے احکام نافذ کرے۔[۲۹]

اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں شاہی فیل خانے کے ہاتھیوں کے نام عموماً ہندوانہ ہوا کرتے تھے لیکن شاہ جہان کی دینی غیرت نے یہ بات گوارا نہ کی اور اپنی اسلام پسند طبیعت کی بنا پر اس نے ہاتھیوں کے اسلامی طرز کے نام رکھے۔ منوچی نے اپنی تصنیف میں شاہ جہان کے ایک ہاتھی خالقداد کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔[۳۰]

---

۲۷ محمد اعظم دیدہ مری، تاریخ اعظمی، مطبوعہ سری نگر ۱۸۸۶ ص ۱۳۸
۲۸ محمد جان قدسی، ظفر نامہ شاہجہانی، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹل ۳۲۳، ورق ۲۵۹ الف
۲۹ محمد صالح، عملِ صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ ج ۱ ص ۳۶۵
۳۰ [illegible] آف دی مغل کورٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۵۷ ص ۲۰

شاہ جہان اور پرتگیز

بنگال میں ہگلی ایک اہم بندرگاہ اور تجارت کا مرکز تھا۔ اتفاق سے پرتگیزوں نے ہگلی پر قبضہ جما لیا اور مسلمانوں اور ہندوؤں کو پکڑ کر زبردستی عیسائی بنانے لگے[۳۱] شاہ جہان نے اپنے زمانۂ شہزادگی میں ہگلی کے پرتگیزوں کا ہندوستانی عوام کے ساتھ ناروا سلوک ملاحظہ کیا تھا، اس لیے وہ اس صورتِ حال سے باخبر تھا[۳۲] شاہ جہان کو اپنے ابتدائی ایامِ حکومت میں یہ خبر ملی کہ پرتگیزوں نے ہگلی میں دس ہزار ہندوستانیوں کو جیلوں میں ڈال رکھا ہے اور وہ ان سے بیگار لیتے ہیں[۳۳]

پرتگیزوں نے اکبر سے عیسائیت کی تبلیغ کی اجازت حاصل کر لی تھی اور ان ایام میں پرتگیز مشنری ملک کے طول و عرض میں، خصوصاً ساحلی علاقوں میں، عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرمِ عمل تھے۔ پرتگیز مشنریوں کی اسلام دشمنی اور دریدہ دہنی سے راسخ العقیدہ مسلمان سخت نالاں تھے۔ یہ مشنری جس طرح سے اسلام، پیغمبرِ اسلام اور قرآن کے متعلق اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا کرتے تھے، اس کی چند مثالیں اس عہد میں ہندوستان کی سیاحت کرنے والے یورپی سیاحوں کے سفرناموں میں ملتی ہیں۔ منریق نامی ایک متعصب عیسائی سیاح نے ۱۶۴۰ء میں آگرہ کی سیر کی اور اپنا سفرنامہ مرتب کیا، جس میں وہ مسلمانوں کو "پکے کافر" اور ان کی نمازوں کو "بے کار محض"

---

۳۱ (i) جلال الدین طباطبائی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹل ۱۶۷۷، ورق ۳۰ ب ۳۱ الف۔ بسیارے از اہلِ اسلام را گرفتہ جبراً و قہراً نصاریٰ نمودند۔

(ii) شاہ جہان نے شاہِ ایران کے نام ایک خط میں اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے اسے لکھا تھا کہ پرتگیز مسلمانوں کو پکڑ کر زبردستی عیسائی بنا لیتے تھے۔ اس لیے یہ اس کا فرض تھا کہ وہ ان کے خلاف کوئی سخت اقدام کرتا۔ بحوالہ: فیاض القوانین، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹل ۱۶۱۷، ج ۲ ورق ۱۱۴ الف۔

۳۲ عبدالحمید لاہوری، پادشاہ نامہ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ - ج ۱ - حصہ ۱ - ص ۴۳۴

۳۳ محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹل ۱۷۳، ورق ۲۵۴ ب

لکھتا ہے۔[۳۴] اسی طرح اس دریدہ دہن سیاح نے سرورِ کائنات کو معاذ اللہ جھوٹا نبی اور دجال لکھا ہے۔[۳۵] اس کی تحریروں سے اس بات کا صحیح اندازہ ہوجاتا ہے کہ شاہ جہان کے عہد میں عیسائی مشنری بانیٔ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق کیا خیال رکھتے تھے اور اگر ان کی بدزبانی کی بنا پر چند مقامات پر بلوے بھی ہوگئے ہوں تو اس میں کوئی تعجب نہیں۔

جب پرتگیز مشنریوں کی سرگرمیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو قزوینی کے "بادشاہ دین پرور اسلام پناہ" نے بنگال کے گورنر قاسم خان کو ہگلی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔[۳۶] پرتگیزوں نے ہگلی کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ قاسم خان کا مقابلہ نہ کرسکے اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ محمد صالح کمبوہ لکھتا ہے کہ اس موقع پر قاسم خان نے ان کے کلیساؤں کو آگ لگا دی اور مجسموں کو توڑ پھوڑ دیا۔[۳۷] قاسم خان نے چار ہزار پرتگیزوں کو پابجولاں شاہی دربار کی طرف بھیج دیا۔ شاہ جہان نے ان قیدیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور ان میں سے جو مسلمان ہوگئے انھیں نہ صرف رہا کر دیا بلکہ انعام و اکرام سے بھی نوازا اور جنھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا انھیں قید میں ڈال دیا۔[۳۸] منریق قیامِ آگرہ کے دوران پرتگیز پادری فرے انطونیو ڈی کرسٹو سے جیل میں ملا تھا، جو بقول اس کے "ہمارے بے حد مقدس مذہب کی خاطر قید کیا گیا تھا۔" پادری فرے کے علاوہ فادر مینول ڈی انہایہ اور فادر مینول گارسیا نے بھی کافی عرصہ آگرہ کی جیل میں گزارا اور وہ قید کی حالت میں ہی فوت ہوئے۔ ان کی قبریں آگرہ میں عیسائیوں کے قدیم قبرستان سانطوس میں واقع کلیسا میں موجود ہیں۔[۳۹]

---

۳۴ منریق، ٹریولز آف منریق، مطبوعہ آکسفورڈ ۱۹۲۷ء ج ۲ ص ۱۹۸، ۱۸۲

۳۵ ایضاً ص ۱۴۱، ۱۸۳، ۱۹۳

۳۶ محمد امین قزوینی، پادشاہنامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۳، ورق ۲۵۴ ب

۳۷ محمد صالح، عملِ صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ ج ۱ ص ۲۹۳

۳۸ ایضاً ص ۲۹۹

۳۹ منریق، ٹریولز آف منریق مطبوعہ آکسفورڈ ۱۹۲۷ ج ۲ ص ۴ - ۱۵۳

پرتگیزوں کے ساتھ شاہجہان کے اس طرح کے سلوک سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ شاہجہان عیسائیوں کا مخالف تھا۔ وہ صرف پرتگیزوں کا مخالف تھا جو لوگوں کو زبردستی عیسائی بنا لیتے تھے ورنہ اس کی مملکت میں عیسائیوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ منریق نے آگرہ میں ایک ارمنی سرائے اور کلیسا کی موجودگی کی خبر دی ہے[۴۰]۔ برنیر نامی ایک انگریز ڈاکٹر شاہ جہان سے اپنی قوم کے لیے بہت سی مراعات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

شاہ جہان نے قاسم خان کو پرتگیزوں پر فتح کی خوشی میں انعام و خلعت سے سرفراز کیا۔ قزوینی لکھتا ہے کہ ہگلی میں پرتگیزوں کی شکست سے دین اسلام کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں اور یوں لگتا ہے کہ خدا نے شاہ جہان کو کفر کی بنیادیں اکھاڑنے اور "ایوانِ دین" کی تعمیر کے لیے ہی پیدا کیا ہے[۴۱]۔ قزوینی اس واقعہ سے اس قدر خوش اور متاثر ہے کہ اس نے شاہ جہان کو اپنے زمانے کا مجدد قرار دیا ہے[۴۲]۔

شاہ جہان اور والیٔ گولکنڈہ کے مابین معاہدہ

۱۶۳۶ میں شاہ جہان اور قطب الملک، والیٔ گولکنڈہ کے مابین ایک معاہدہ ہوا جس کی رُو سے یہ طے پایا کہ مؤخر الذکر کی قلمرو میں جمعہ کے خطبہ میں شاہ جہان کا نام اور خلفائے راشدینؓ کے اسمائے گرامی پڑھے جائیں گے۔ کچھ عرصہ بعد قطب الملک اپنے قول سے منحرف ہو گیا۔ اس موقع پر شاہ جہان نے جو اسے خط لکھا اس کا ایک ایک لفظ اس کے مذہبی رجحانات کی عکاسی کرتا ہے۔ شاہ جہان، قطب الملک کو لکھتا ہے: "میں ایک مسلمان حکمران ہوں اس لیے محمد مصطفیٰ[ص] کے دین کو فروغ دینا میرا فرض ہے۔ میں سُنّی مذہب کا عَلَم بردار ہوں اس لیے یہ بھی میرا فرض ہے کہ میں اپنی قلمرو سے تمام بدعتوں کو ختم کر کے احکام شریعت

---

[۴۰] ایضاً ص ۱۵۲

[۴۱] محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹل ۱۷۸ - ورق ۲۵۲ ب۔

[۴۲] ایضاً - ورق ۱۲ الف۔

نافذ کروں۔ اب تمھاری قلمرو میں بعض خطیبوں نے سبّ صحابہ شروع کر دی ہے۔ محمد مصطفےٰ[۴۰] کے یہ ساتھی قابلِ احترام ہیں۔ نبی اکرمؐ اور قرآن پاک ان کی صفات اور اعلیٰ اخلاق کی گواہی دیتے ہیں۔ اس لیے تمھیں چاہیے کہ ان خطیبوں کو سزا دو اور انھیں محمد مصطفےٰ[۴۱] کے ساتھیوں پر لعن طعن کرنے سے روکو، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں تمھاری ریاست پر قبضہ کر لوں اور اس صورت میں میرے لیے تمھاری جائیدادیں ضبط کرنا اور تمھارا خون بہانا جائز ہو گا[۴۳]۔ جب یہ خط قطب الملک کو ملا تو اس نے اپنی قلمرو میں سبّ صحابہ بند کروا دی اور جمعہ کے خطبہ میں شاہجہان، اس کے آبا و اجداد اور خلفائے راشدینؓ کے اسمائے گرامی شامل کروا دیے۔

شاہ جہان کی ارادت

شاہ جہان ہر سال ممتاز محل کی برسی کے موقع پر ایک سادہ سی تقریب منعقد کیا کرتا تھا اور اس موقع پر وہ غریبوں اور محتاجوں میں بڑی بڑی رقمیں تقسیم کیا کرتا تھا[۴۴]۔ شاہ جہان کی تربیت اکبر کی ایک بیوی رقیہ سلطان نے کی تھی، اس لیے اسے اس کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ شاہ جہان جب اپنے بارھویں سالِ جلوس میں کابل گیا تو اس نے بابر اور رقیہ سلطان کے مزاروں پر حاضری دی اور اس موقع پر پندرہ ہزار روپے مجاوروں میں تقسیم کیے۔ اس واقعہ کے سات سال بعد جب شاہ جہان دوبارہ کابل گیا تو ان مزارات کی حسبِ سابق زیارت کی اور اس موقع پر اس نے ایک ہزار روپے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیے[۴۵]۔

شاہ جہان کو اپنے والد کے ساتھ بڑی عقیدت تھی۔ اپنی تخت نشینی کے سات سال بعد

---

[۴۳] (i) صادق خان، تاریخ شاہجہانی، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۴ ورق ۶۸ ب، ۶۹ الف۔

(ii) جلال الدین طباطبائی، پادشاہنامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۶۷۶ ورق ۱۶۰ الف۔

(iii) محمد صالح، عملِ صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۷، ج ۲ ص ۱۶۹

[۴۴] ایضاً۔ ج ۱۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲، ص ۵۵۲

[۴۵] ایضاً۔ ج ۲۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۷ ص ۳۰۶

جب شاہجہان لاہور آیا تو وہ جہانگیر کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ شاہجہان کے درباری مؤرخ لکھتے ہیں کہ بادشاہ مزار کے صدر دروازے پر پہنچتے ہی گھوڑے سے اتر آیا اور پاپیادہ مزار تک گیا۔ شاہ جہان نے مزار پر فاتحہ خوانی کی اور دس ہزار روپے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کیے۔ شاہ جہان کے بیٹوں نے بھی اس موقع پر پانچ ہزار روپے غریبوں اور ناداروں میں تقسیم کیے اور وزیر اعظم آصف خان نے بھی دو ہزار روپے تقسیم کیے[۴۶]

شاہ جہان ہر سال نبی اکرمؐ کا یوم ولادت بڑے اہتمام سے منایا کرتا تھا اور اس موقع پر غریبوں کو کھانا کھلانے کے علاوہ ان میں نقدی بھی تقسیم کی جاتی تھی۔ میلاد النبیؐ کی ان تقریبات میں شاہ جہان نبی اکرمؐ کے پاسِ ادب سے تخت یا مسند کی بجائے زمین پر بیٹھتا تھا[۴۷]

شاہ جہان نے جب حاجی احمد سعید کو ایک خیر سگالی مشن پر ترکی بھیجا تو اسے ہدایت کی کہ وہ مکّہ کے راستے قسطنطنیہ جائے۔ بادشاہ نے حاجی صاحب کو ایک لاکھ روپے حرمین شریفین کے باشندوں میں تقسیم کرنے کے لیے دیے۔ شاہجہانی عہد کی تاریخوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ جہان نے پچیس سال کے عرصے میں دس لاکھ روپے مکّہ اور مدینہ کے باشندوں میں تقسیم کرنے کے لیے بھیجے تھے[۴۸] اسی طرح ایک بار اس نے ایک بڑی شاندار مرصع قندیل جس کی مالیت پچاس ہزار روپے بتائی جاتی ہے، نبی اکرمؐ کے روضۂ مبارک پر آویزاں کرنے کے لیے روانہ کی تھی[۴۹]

شاہ جہان کو حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے ساتھ بڑی عقیدت تھی اور وہ متعدد بار اجمیر میں

---

۴۶ ایضاً، ص ۴۷۲

۴۷ (i) ایضاً ج ۱ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ ص ۶۱۷

(ii) محمد وارث، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۶۷۵ ورق ۵ ا ب

(iii) محمد امین قزوینی، پادشاہنامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۳ ورق ۳۰۱ ب

۴۸ محمد وارث، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۱۶۷۵ ورق ۱۸۱ الف، ۸۱ ب

۴۹ محمد صالح، عملِ صالح، ج ۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۳۹ ص ۲۵۸

ان کے مزار کی زیارت سے مشرف ہو چکا تھا۔ اجمیر میں قیام کے دوران شاہ جہاں بڑی بڑی رقمیں فقیروں اور مجاوروں میں تقسیم کیا کرتا تھا۔ خواجہ صاحب سے عقیدت کی بنا پر اس نے ان کا بڑا شاندار مقبرہ تعمیر کروایا اور مقبرہ سے متصل سنگ مرمر کی ایک بڑی خوب صورت مسجد تعمیر کروائی، جہاں وہ اجمیر میں قیام کے دوران نمازیں ادا کیا کرتا تھا[۵۰]

اکبر کے عہد میں "دختران راجہائے عظیم ہند" کے اثر سے اکبر کے محل اور دربار میں ہندوؤں کے تہوار اور مذہبی تقریبات بڑے اہتمام سے منائی جاتی تھیں۔ جہانگیر کے عہد میں بھی یہ سلسلہ کسی حد تک جاری رہا۔ شاہ جہان نے ان ہندوانہ تقریبات کا اثر زائل کرنے کے لیے اسلامی تہوار منانے کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ اس کے عہد میں شب برات، شب معراج، لیلۃ القدر اور میلاد النبی ؐ کی تقریبات بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منائی جاتی تھیں ان موقعوں پر قلعہ معلیٰ میں چراغاں کیا جاتا اور غریبوں میں نقدی اور کھانے بھی تقسیم کیے جاتے تھے[۵۱] رمضان المبارک کے آغاز پر بادشاہ اپنے صدر الصدور موسوی خان کو ماہ صیام میں غریبوں اور مسکینوں کی حاجت روائی کا خاص طور پر حکم دیا کرتا تھا۔ شاہ جہان خود بھی ماہ صیام میں ہر جمعہ کے دن تیس ہزار روپے غریبوں اور ناداروں کو دیا کرتا تھا[۵۲]

شاہ جہان کے جلیس

شاہ جہان علما اور فضلا کا بے حد قدردان تھا اور اپنا زیادہ تر وقت ان کی صحبت میں ہی گزارتا تھا[۵۳] ایک سے زیادہ مرتبہ وہ لاہور میں حضرت میاں میرؒ اور شیخ بلاولؒ کی زیارت

---

۵۰ محمد صالح، عمل صالح، ج ۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۳۹ ص ۱۹۳

۵۱ ایضاً ج ۱ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ ص ۲۵۸ ۵۲ ایضاً ص ۲۸۸

۵۳ محمد امین قزوینی۔ بادشاہ نامہ۔ مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹل ۱۷۳ ورق ۱۹۴ ب

اعلیٰحضرت بادشاہ دین پرور دولت پناہ را باہل اللہ کمال حسن عقیدت و بصحبت عارفان آگاہ نہایت میل و رغبت ہست۔

سے مشرف ہو چکا تھا۔[54] ایک بار کشمیر میں قیام کے دوران خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاں کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔[55]

شاہ جہان کا ہمعصر ادیب چندر بھان برہمن رقمطراز ہے کہ شاہ جہاں کے دل میں شیخ حبیب، کبیر عارف، میر فخر الدین اور سید محمد قنوجی کا بڑا احترام تھا اور یہ تمام بزرگ سفر و حضر میں بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے۔[56] شیخ ناظر کا زیادہ تر وقت بادشاہ کی خدمت میں ہی گزرتا تھا۔[57] جب شاہ جہاں کے بیسویں سالِ جلوس میں ان کا انتقال ہوا تو بادشاہ نے قاضی اسلم اور دوسرے نامور علما کو حکم دیا کہ وہ شیخ ناظر کے جنازے میں شریک ہوں۔[58] محمد امین قزوینی شیخ موصوف کی نیکی اور تقوے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ان کی زندگی شریعت کے عین مطابق تھی اور بادشاہ کو ان کی صحبت بڑی مرغوب تھی[59] اور وہ ان کا بے حد خیال رکھتا تھا۔ اسی طرح شیخ پیر نامی ایک بزرگ بھی شاہ جہاں کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ عبدالحمید لاہوری رقم طراز ہے کہ بادشاہ نے متعدد موقعوں پر انھیں انعام و اکرام سے نوازا تھا۔[60]

قاضی اسلم نام کے ایک نامور عالم جہانگیر کے عہد میں بخارا سے برصغیر میں وارد ہوئے تو بادشاہ نے ازراہِ علم پروری انھیں قاضیٔ عسکر کے عہدہ پر فائز کیا۔ شاہ جہاں کے عہدِ حکومت میں بھی قاضی اسلم حسبِ معمول قاضیٔ عسکر کے عہدے پر فائز رہے۔ شاہ جہاں نے انھیں

---

۵۴ چندر بھان برہمن، چہار چمن، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۱۸۹۲ ورق ۸۰ ب

۵۵ ایضاً ۸۱ الف

۵۶ ایضاً ۸۱ ب

۵۷ محمد فاضل، مخبر الواصلین، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۶۹ھ ص ۹۷

در سفر و حضر و ہنگام خلوت و انجمن بدریافت فیض حضور پُر نور یک لحظ بی صلاحی بود و

از صبح تا شام تا بام بود در خواب گاہ مقدس لیسری بود۔

۵۸ محمد صالح، عملِ صالح، جلد ۲، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۷ ص ۵۹۱

۵۹ محمد امین قزوینی، بادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن اورینٹل ۱۷۳ ورق ۲۲۴ ب

۶۰ عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ ج ۱ حصہ ۲ ص ۳۳۴

اپنا پیش امام بناکر ان کے اعزاز و احترام میں مزید اضافہ کیا۔ محمد امین قزوینی لکھتا ہے کہ وہ "شہنشاہِ عابد و متقی" کو نماز پڑھایا کرتے تھے[۶۱]

شاہ جہان نے اپنے ساتویں سالِ جلوس میں عید کی نماز سرہند میں ادا کی۔ جلال الدین طباطبائی رقم طراز ہے کہ اس موقع پر "جمیع علمائے اسلام و ائمہ انام" موجود تھے[۶۲] اس تحریر کو پڑھنے سے یہ گمان گزرتا ہے کہ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ اور خواجہ محمد سعید بھی "جمیع علمائے اسلام و ائمہ انام" میں شامل ہوں گے۔

سید محمد رضویؒ شاہ جہان کے عہد کے اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور شاہ جہان دوبار انھیں گجرات میں مل چکا تھا۔ شاہ جہان نے ان کے بیٹے سید جلال کو صدر الصدور مقرر کیا تھا۔ عبدالحمید لاہوری رقم طراز ہے کہ سید جلال اپنے تقویٰ اور پرہیز گاری کے لیے خاص و عام میں مشہور تھے[۶۳] شاہ جہان کے دربار میں ان کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ بادشاہ نے انھیں چار ہزاری ذات اور سات صد سوار کا منصب مرحمت کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد شاہ جہان نے ان کے منصب میں اضافہ کر کے انھیں شش ہزاری ذات اور دو ہزاری سوار کے منصب پر فائز کیا۔ ابن حسن کا کہنا ہے کہ اس سے بڑا منصب کسی مغل شہنشاہ نے کسی صدر الصدور کو نہیں دیا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سید جلال علمیت، دیانت، کارکردگی اور خلوص کی وجہ سے بڑے قابلِ احترام سمجھے جاتے تھے[۶۴] سید جلال کی تمام صفات اکبری عہد کے شیخ الاسلام ملا عبداللہ سلطان پوری اور صدر الصدور عبدالنبی کے برعکس تھیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان نے اپنے صدر الصدور کا انتخاب حضرت مجددالفِ ثانیؒ کے مقرر کردہ میعار کے مطابق کیا تھا۔ محمد امین قزوینی، سید

---

[۶۱] محمد امین قزوینی، پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹل ۱۷۳ ورق ۲۴۴ ب

[۶۲] جلال الدین طباطبائی۔ پادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹل ۱۶۷۹ ورق ۸۱ الف

[۶۳] عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء ج ۱ حصہ ۲ ص ۳۳۱

[۶۴] ابن حسن، دی سنٹرل اسٹرکچر آف دی مغل ایمپائر، مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۳۶ ص ۲۸۸

جلال کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ شاہجہان اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ ان کا وجود اس عہد میں غنیمت ہے[۶۵]

یہ وہ لوگ تھے جن کے شب و روز شاہ جہان کے ساتھ گزرتے تھے۔ انگریزی کا مشہور مقولہ ہے کہ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے، تو پھر یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ شاہ جہان بھی ان جیسا ہی ایک متقی اور پرہیزگار شخص تھا۔ اورنگ زیب ایک خط میں اپنے بیٹے محمد اعظم کو لکھتا ہے کہ سعد اللہ اکثر بادشاہ کو حکومت کے متعلق شریعت کے احکام سے مطلع کرتا رہتا تھا اور اسی طرح بادشاہ بھی اس سے لوگوں کی فلاح و بہبود اور قیامت کے روز اپنی سرخروئی کے متعلق مشورے لیتا رہتا تھا[۶۶]

شاہ جہان نے دہلی، اجمیر اور ٹھٹھہ میں بڑی عالیشان مساجد تعمیر کروائی تھیں جو اس کی نیکی اور تقویٰ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ شاہ جہان کو شریعت کا بڑا خیال رہتا تھا اور وہ نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ پہ چلنے کی حتی الوسع کوشش کیا کرتا تھا[۶۷] شاہ جہان کے درباری مورخوں کے علاوہ وہ اپنے ہمعصر نقشبندی بزرگوں کی نظروں میں بھی "حامی السنۃ وماحی البدعۃ" تھا[۶۸] اس کے نام ہمعصر شعرا اس کے تقویٰ اور اسلام دوستی پر گواہ ہیں۔ شاہ جہان کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے دربار کے ماحول کو اسلام کے رنگ میں رنگ دیا اور حکومت اور راسخ الاعتقادی کے درمیان جو خلیج حائل ہو چکی تھی اس نے اسے پاٹنے کی ازحد کوشش کی[۶۹]

---

[۶۵] محمد امین قزوینی، بادشاہ نامہ، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، اورینٹل ۱۷۳، ورق ۲۱۴ ب
"بارہا فرمودند کہ وجود سید جلال دریں عصر غنیمت است"

[۶۶] دستور العمل آگہی، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، ایڈیشنل ۱۸۸۸۱، ورق ۲۳ ب

[۶۷] محمد صالح، عمل صالح، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۲ ج ۱ ص ۲۵۷

[۶۸] علی اکبر حسینی، مجمع الاولیا، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن، ایتھے ۶۴۵ ورق ۲ الف

[۶۹] شری سری رام، دی ریلیجس پالیسی آف دی مغل ایمپررز، مطبوعہ لندن ۱۹۴۰ ص ۹۴

شاہ جہان کے عہد میں لاہور کی علمی و دینی فضا

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے کئی خلفا کو رشد و ہدایت کے لیے لاہور بھیجا تھا اور ان بزرگوں کی سعی و کاوش سے لاہور کی فضا بہت حد تک بہتر ہو گئی تھی۔ شاہ جہان کے عہد میں لاہور علوم اسلامیہ کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا اور یہاں متعدد اولیاءاللہ، علما اور فضلا موجود تھے۔ چندر بھان برہمن رقم طراز ہے کہ جمعرات کی شام کو لوگ کثیر تعداد میں سید علی ہجویریؒ کے مزار کی زیارت کو جاتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لیے بڑی تعداد میں لوگ مسجد وزیر خان میں جمع ہوتے تھے اور عربی، فارسی اور تاریخ کی کتابیں ملک کے طول و عرض سے یہاں فروخت کے لیے آتی ہیں۔[۴۶]

شاہ جہان کا بیٹا دارا شکوہ جو لاہور کا گورنر رہ چکا تھا، اپنی مشہور تصنیف سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ لاہور ایک مقدس شہر اور تجارت کا بڑا مرکز ہے اور یہاں بڑے بڑے علما اور اولیاءاللہ جمع ہو گئے ہیں۔ میں نے ایک بڑے ہی معتبر آدمی سے یہ سنا ہے کہ (جہانگیر کے عہد میں پھوٹنے والی) وبا سے پہلے لاہور کے صرف ایک محلہ ٹلہ میں تین ہزار حفاظ رہتے تھے۔ اب بھی اس علاقے میں بہت سے حافظ موجود ہیں۔[۴۷] یہ تھی شاہجہان کے عہد میں لاہور کی علمی اور مذہبی فضا۔ اس سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ دارالحکومت دہلی کی فضا اس سے بھی بہتر ہوگی۔

---

۴۶ چندر بھان برہمن، چہار چمن، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۱۸۹۲ ورق ۷۹ ب

۴۷ دارا شکوہ، سفینۃ الاولیاء، مخطوطہ برٹش میوزیم لنڈن، اورینٹل ۲۲۴ ورق ۱۴۹ ب